★ — عابد سلفی

مسنون رکعات تراویح

○

رات کی نماز میں ایک عظیم درجہ اور فضیلت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

علیکم بقیام اللیل فا دأب الصالحین قبلکم وھو قربة لکم الی ربکم ومکفرة للسیاٰت ومنھاة عن الاثم [۱]

اپنے ذمہ رات کا قیام لازم کرلو کیونکہ یہ سابقہ نیک لوگوں کا طریقہ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے نیز برائیوں کا کفارہ اور گناہوں سے روکنے کا باعث ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ :-

اشرف امتی حملة القرآن واصحاب اللیل [۲]

میری امت میں سے بلند ترین مرتبہ والے لوگ حامل وحافظ قرآن اور رات کو جاگنے والے (یعنی رات کی نماز پڑھنے والے) ہیں۔

ایک روایت میں آپؐ نے فرض نماز کے بعد اس نماز کا درجہ بیان فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کی روشنی میں رات کی نماز بڑی اہمیت اور درجات کی حامل ہے۔ مگر رمضان المبارک میں اس کے اجر وثواب میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے جسطرح دیگر نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہوجاتا ہے۔

---

[۱] ترمذی [۲] بیہقی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه [1]

جو رمضان میں صدقِ دل اور اعتقادِ صحیح کے ساتھ رات کا قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) اس کے تمام سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

نیز فرمایا میں نے تمہارے لئے اسے مسنون کردیا :۔

وانی سنت للمسلمین قیامه [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے رات کا قیام (نماز تراویح) سنت ہی قرار نہیں دیا، بلکہ اس نماز کی جماعت کا اہتمام بھی فرمایا مگر آپ نے صرف تین دن تک جماعت کا اہتمام کیا، تاکہ امت پر فرض نہ ہوجائے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپؐ نے ان تین دنوں میں کتنی رکعت نماز ادا کی اور رمضان المبارک میں تراویح کی تعدادِ مسنون کیا ہے؟ نیز تعامل صحابہ سے کتنی تراویح صحیح سند سے ثابت ہیں لہذا اس مسئلہ میں ہماری بحث کا تعلق مسنونیت سے ہوگا، جواز سے نہیں کیونکہ یہ نفل نماز ہے اس میں کمی وبیشی جائز ہے۔

پہلی حدیث :

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کیف کانت صلوة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرة رکعة [3]

ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے

---

[1] مسلم [2] قیام اللیل [3] بخاری، مسلم، موطا امام محمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اس لئے اس کی صحت پہ دلائل پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس حدیث سے لازماً نمازِ تراویح مراد ہے جیساکہ علامہ انور شاہؒ نے عرف الشذی میں ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں علامہ زیلعیؒ نے تخریج الہدایۃ میں علامہ زرقانیؒ نے شرح مؤطا میں علامہ سیوطیؒ نے شرح مؤطاء میں علامہ عبدالحیؒ نے تعلیق الممجد میں ابوالسعودؒ نے شرح کنز میں طحطاویؒ نے ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوۃ میں شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے فتح سرمنان میں اور مولانا احمد علیؒ سہارن پوری نے حاشیہ بخاری میں تصریح کی ہے۔

دُوسری حدیث:

حدثنا محمد بن حمید الرازی قال حدثنا عبد اللہ قال حدثنا عیسی بن جاریہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر الحدیث [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعت نماز پڑھائی۔

اس حدیث کی سند میں بعض راوی اگرچہ متکلم فیہ ہیں لیکن مجموعی لحاظ سے اس کی سند اُن تمام احادیث سے اچھی ہے جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماعت نماز کی رکعات کا تعین ہے۔ اسی لئے اُن علماء نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ذکرہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری وقد صرح فی مقدمۃ باتیان الحدیث الصحیح او الحسن فی کتابہ

قال الذہبی اسنادہ وسط (میزان الاعتدال جلد ثانی صفحہ ۳۱۱

---

[1] قیام اللیل للمروزی میزان الاعتدال للذہبی معجم صغیر الطبرانی، آثار السنن، موارد الظمآن مجمع الزوائد صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ

قال ابن عبد البر ھذا اصح (تنویر الحوالک جلد اوّل صفحہ ۱۳۸ بحوالہ ابن البر)

قال العلامۃ عبد الحی ھذا اصح (تعلیق الممجد)

قال ملا علی القاری انہ صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم ثمانی

رکعات والوتر (مرقاۃ)

قال الزرقانی ھذا اصح (زرقانی)

"حافظ ابن حجر، ذہبی، امام سیوطی، علامہ عبدالحیؒ، ملا علی قاری اور زرقانی نے اس حدیث کے متعلق کہا یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے۔"

تیسری حدیث:

عن جاء ابی بن کعب فی رمضان فقال یا رسول اللہ کان اللیلۃ شئ

قال وما ذاک یا ابی قال نسوۃ داری قلنا انا لا نقرء القرآن فنصلی

خلفک بصلاتک فصلیت بھن ثمان رکعات والوتر فسکت عنہ

وکان شبہ الرضا [1]

"ابی بن کعب رمضان میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آج رات کو ایک نئی بات ہو گئی ہے آپ نے فرمایا ابی کونسی بات، عرض کیا کہ میرے گھرانے کی عورتیں اکٹھی ہو کر کہنے لگیں کہ چونکہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں اسلیئے تمہارے پیچھے تمہاری اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتی ہیں تو میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھا دیا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور گویا اس بات کو پسند فرمایا"

بالفاظ دیگر آپ کے سکوت نے اس نماز کی تعدادِ رکعت پر مہرِ تصدیق ثبت فرما دی۔

اس حدیث کے بھی راوی وہی ہیں جو اس سے پہلی روایت کے ہیں لہذا یہ روایت بھی مذکور ائمہ کے بقول صحیح ہے، حضرت ہیثمی کہتے ہیں اسنادہ حسن کہ اس کی سند حسن ہے

---

[1] مسند ابی یعلی، مجمع الزوائد للہیثمی، آثار السنن للنیموی، قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۵، موارد الظمآن

ان دلائل سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی صحابۂ کرام کے عمل سے گیارہ تراویح ثابت ہو گئیں۔

چوتھی روایت

عن مالك عن محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد انه قال امر عمر بن الخطاب ابی بن كعب وتميما الداری ان يقوما للناس باحدی عشرة ركعة [۱]

"سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں"

قال السيوطی سنده فی غاية الصحة [۲]

قال الباجی لعل عمر اخذ ذالك من صلوة النبی ففی حديث عائشة انها سئلت عن صلوته فی رمضان قالت ما كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يزيد فی رمضان ولا غيره علی احدی عشرة ركعة [۳]

قال محمد بن اسحاق وما سمعت فی ذالك حديثا هو اثبت عندی ولا احری بان يكون من حديث السائب وذالك ان صلوة رسول الله صلی الله عليه وسلم كانت من الليل ثلث عشرة ركعة [۴] يعنی مع الركعتين بعد العشاء [۵] وايضاً قال ابن اسحاق وهذا اثبت ما سمعت فی ذالك وهو موافق لحديث عائشة فی صلوة النبی صلی الله عليه وآله وسلم من الليل [۶]

---

[۱] موطا امام مالک، قیام اللیل للمروزی، معرفۃ الآثار والسنن للبیہقی، المصابیح للسیوطی شرح معانی الآثار۔ فتح الباری، عمدۃ القاری۔ مشکوٰۃ، تنویر الحوالک، التعلیق الممجد کنز العمال، جمع الفوائد

[۲] المصابیح فی صلوۃ التراویح [۳] الباجی شرح الموطا تنویر الحوالک بحوالہ باجی جلد اول صفحہ ۱۳۶ [۴] قیام اللیل صفحہ ۱۵۷

[۵] آثار السنن للنیموی موطاء مسلم [۶] ذکرہ ابن حجر العسقلانی

" امام سیوطی کہتے ہیں کہ اس کی سند انتہائی صحیح ہے۔
با جی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گیارہ رکعت نماز حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جس میں آپؐ کی نماز کا ذکر ہے اخذ کی ہو گی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں سائب سے سب سے زیادہ صحیح یہ حدیث ہی ہو سکتی ہے اور یہ اور حدیث عائشہؓ کے زیادہ مطابق ہے۔

دوسرے فریق کے دلائل

پہلی دلیل :

انباءنا منصور بن ابی مزاحم انبأنا ابو شیبة عن الحکم بن عتیبة عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

اس روایت میں ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہیں جن کی حدیث حجت نہیں بن سکتی۔

(۱) قال ابن حجر ابو شیبة ضعیف (تلخیص الحبیر) وقال متروک الحدیث من السابعة (تقریب التہذیب)

وقال إسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشة الذی فی الصحیحین (فتح الباری)

(۲) قال ابن الہمام فی شرح الہدایة فی ہذا الحدیث ضعیف بابی شیبة ابراہیم بن عثمان متفق علی ضعفہ مع مخالفتہ الصحیح (فتح القدیر)

(۳) قال العلامة ذیلعی ہو معلول بابی شیبة ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبة وہو متفق علی ضعفہ ولینہ ابن عدی فی الکامل ثم إنہ

---

[1] ابن ابی شیبہ، طبرانی، بیہقی، ابن عدی، بغوی

مخالف للحدیث الصحیح عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ (نصب الرایہ)

(۴) قال العلامۃ العینی ھذا الحدیث رواہ ابو شیبۃ ابراھیم ابن عثمان وقد کذّبہ شعبۃ وضعفہ احمد وابن معین والبخاری والنّسائی وغیرھم واوردلہ ابن عدی ھٰذا الحدیث فی الکامل فی مناکیرہ (عمدۃ القاری)

(۵) قال العلامۃ الحافظ صفی الدین احمد بن عبد اللہ الخزرجی الانصاری کانؒ کاتبہ (ابی شیبۃ) یزید بن ھارون ووصفہ بالعدل فی القضاء وضعفہ ابن معین وابوداؤد وقال النّسائیُ متروک الحدیث الخ

(خلاصۃ تذھیب الکمال فی اسماء الرجال)

(۶) قال الامام الذھبی ابراھیم بن عثمان ابو شیبۃ کذّبہ شعبہ وروی عثمان الدارمی عن ابن معین لیس بثقۃ وقال احمد ضعیف وقال البخاری سکتوا عنہ وقال النسائی متروک الحدیث ومن مناکیرہ حدیث عشرین رکعۃ الوتر (میزان الاعتدال فی اسماء الرجال جلد اوّل صفحہ ۲۳)

(۷) ھذا الحدیث ضعیف (غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار)

(۸) ھذا الحدیث ضعیف (شرح وقایہ)

(۹) متفق علیہ ضعفہ (نور الھدایہ)

(۱۰) قال العلامہ عبد الحی ھذا الحدیث ضعیف (تعلیق الممجد)

(۱۱) قال العلامہ عبد الحق المحدث دھلوی ھذا الحدیث ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ وھو حدیث صحیح (فتح سرمنان)

(۱۲) قال العلّامہ انور شاہ اما عشرون رکعۃ فھو عنہ ضعیف وعلی ضعفہ اتفاق (عرف الشذی)

(۱۳) قال السیوطی ضعیف جدا لا تقوم بہ حجۃ (المصابیح)

(۱۴) وقد اعترف ابو شیبۃ بنفسہ انہ لم یسمع من الحکم الاحدیثا واحدا۔

میزان الاعتدال فی اسماء الرجال جلد اوّل ص۲۳ ۔

(۱۴) قال المزی ضعفہ احمد وابن معین والبخاری والنسائی وابوحاتم وابن عدی وابوداؤد والترمذی والاحوص بن الفضل الفلابی وقال الترمذی منکرالحدیث وقال الجوزجانی ساقط وقال ابوعلی النیسابوری لیس بالقوی وقال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لایکتب حدیثہ وقال معاذ العنبری کتبت الی شعبۃ اسأل عنہ ادوی عنہ فقال لاترو عنہ فانہ رجل مذموم (تہذیب الکمال)

(۱۵) قال البیہقی تفرد بہ ابوشیبۃ ابراھیم بن عثمان وھو ضعیف (بیہقی تلخیص الحبیر نقلا عنہ)

یعنی " ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کو امام احمد، ابن معین، بخاری، نسائی، ابوحاتم، ابن عدی، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، احوص بن فضل، جوزجانی، ابوعلی نیشاپوری صالح بن محمد بغدادی، معاذ العنبری اور شعبہ نے ضعیف منکرالحدیث کاذب، مذموم ساقط متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر، ابن ھمام، زیلعی، عینی، خزرجی، ذھبی، صاحب غایۃ الاوطار صاحب شرح وقایہ، صاحب نورالہدایہ، مولانا عبدالحئ لکھنوی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علامہ انورشاہ، امام سیوطی، حافظ مزی وغیرھم اس کے ضعیف کاذب ومتروک الحدیث اور منکرالحدیث ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

ابن ھمام، زیلعی، علامہ انورشاہ اور صاحب نورالہدایہ اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق بتلاتے ہیں، حافظ ابن حجر، زیلعی، ابن ھمام اور مولانا عبدالحق محدث اس کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے معارض ومخالف بتلاتے ہیں۔ لھذا اس حدیث سے استدلال نادرست اور غلط ہے ÷

یحیٰی بن سعید کا اثر :

حدثنا وکیع عن مالک بن انس عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلان ان یصلی بھم عشرین رکعتا [۱]

---

[۱] مصنف ابن ابی شیبہ

"یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز پڑھائے۔"

یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے کیونکہ یحیی بن سعید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں موجود نہ تھے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہو چکے تھے اور یحیی بن سعید طبقہ خامسہ میں سے ہیں جو تابعین کا طبقہ صغریٰ ہے جس نے ایک یا دو صحابی کو دیکھا ہو اور یہ ۱۴۳ھ یا ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ لہذا یہ روایت منقطع السند ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

قال الحافظ فی التقریب عمر بن الخطاب امیر المومنین استشهد فی ذی الحجة سنة ثلاث وعشرین [1]

وقال ایضا ان یحیی بن سعید الانصاری المدنی من الخامسة مات سنة اربع واربعین ومائة او بعدها [2]

وقال ایضا الخامسة الطبقة الصغری منهم الذین رؤا الواحد والاثنین [3]

قال الذهبی یحیی بن سعید الانصاری قاضی المدینة مات سنة ثلث واربعین ومائة [4]

وقال فی الخلاصة عمر بن الخطاب احد فقهاء الصحابة ثانی الخلفاء الراشدین واحد العشرة المشهود لها بالجنة استشهد فی آخر سنة ثلاث وعشرین [5]

و ایضا فیه یحیی بن سعید الانصاری قاضی المدینة قال القطان مات سنة ثلاث واربعین ومائة [6]

قال الحافظ فی فتح الباری یحیی بن سعید الانصاری من صغار التابعین [7]

یعنی امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب اور فتح الباری

---

[1] تقریب التہذیب صفحہ ۱۸۹ [2] ایضاً صفحہ ۲۷۵ [3] ایضاً صفحہ ۳
[4] تذکرۃ الحفاظ [5] خلاصہ صفحہ ۲۸۲
[6] خلاصہ صفحہ ۴۲۳ [7] فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۰

میں اور صاحب الخلاصہ علامہ خزرجی نے خلاصہ میں کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے اور یحییٰ بن سعید سنہ ۱۴۳ھ یا ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے اور وہ تابعین کے طبقہ خامسہ سے ہیں جو تابعین کا صغریٰ طبقہ ہے جس نے صرف ایک یا دو صحابی کو دیکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تراویح کی نماز جب قائم کی تھی تو صحیح سند سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے امام کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ بیس رکعت والی روایت صحیح نہیں بلکہ منقطع السند ہے۔

یزید بن رومان کا اثر :

عن یزید بن رومان کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ [1]

"یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے وقت میں تیئس رکعت کا قیام کرتے تھے"

یہ اثر بھی منقطع اور ضعیف ہے کیونکہ یزید بن رومان حضرت عمر کے وقت موجود نہیں تھے

قال الزیلعی الحنفی ویزید بن رومان لم یدرک عمر رضی اللہ عنہ [2]

قال العلامۃ العینی ویزید لم یدرک عمر ففیہ انقطاع [3]

وقال ایضا رواہ مالک فی المؤطا باسناد منقطع [4]

"یعنی علامہ زیلعی، عینی، فرماتے ہیں کہ یہ اثر منقطع ہے کیونکہ یزید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا"

لھذا اس اثر سے استدلال جائز نہیں نیز اس میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں کہ لوگ کس کے حکم اور کس کی ہدایت پر بیس رکعت پڑھتے تھے لہذا اس کا کوئی مقام نہیں۔

---

[1] مؤطا امام مالکؒ [2] نصب الرایہ جلد اوّل صفحہ ۲۹۴
[3] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۳۵۷/۲ [4] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۵۶

سائب بن یزید کا اثر :

عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر له وفی روایۃ وعلی عهد عثمانؓ وعلیؓ مثله ؎

"سائب کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت بیس رکعت اور وتر کا قیام کرتے تھے"

(۱) یہ اثر ناقابل استدلال ہے اس کی سند میں ابو عثمان ہے جس کے متعلق علامہ نیموی آثار السنن میں لکھتے ہیں۔ لم اقف علی من ترجم له یعنی اس کے حالات کا مجھے علم نہیں، معلوم ہوا کہ یہ اثر مجہول ہے۔

(۲) اس کی سند میں ابو طاہر بھی ہے اور اس کے متعلق ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کا علم نہیں۔

(۳) سائب سے صحیح سند کے ساتھ اس کے برعکس گیارہ رکعت ثابت ہیں۔

(۴) محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ گیارہ رکعت والا اثر ہی سائب سے صحیح ترین ہو سکتا ہے ؎

(۵) اس کے علاوہ اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ کس کے حکم و ہدایت پر بیس رکعت پڑھتے تھے

حضرت علیؓ کا اثر :

(۱) ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه امر رجلا یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ ؎

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز یعنی پانچ ترویحے پڑھائے۔"

(۲) حماد بن شعیب عن عطاء بن السائب عن عبد الرحمٰن السلمی قال ان علیا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علیؓ یوتر ؎

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاریوں کو رمضان المبارک میں بلایا اور ایک قاری کو حکم

؎ بیہقی ؎ بیہقی

دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت نماز پڑھائے اور وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھاتے تھے۔"

ان میں سے پہلے اثر کی سند میں ایک راوی ابو الحسناء ہے جس کے متعلق مولانا عبد الحی لکھنوی کے شاگرد شوق نیموی، آثار السنن میں لکھتے ہیں لا یعرف کہ اس کا حال معلوم نہیں [1]

وقال الحافظ فی التقریب مجہول۔ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں کہ یہ مجہول ہے [2]

بہر حال یہ اثر مجہول ہے جس سے استدلال درست نہیں نیز ابو الحسناء کی ملاقات حضرت عمرؓ سے نہیں ہوئی [3] لہذا یہ منقطع بھی ہے۔ نیز اس اثر کی سند میں ابو سعید بقال ہے اور وہ اتنا ضعیف ہے کہ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق اس کی کسی نے بھی توثیق نہیں معہذا یہ مدلس بھی ہے اور یہ روایت بھی اس نے عن سے بیان کی ہے حالانکہ مدلس خواہ ثقہ ہو جب عن سے روایت کرتا ہے تو وہ روایت قبول نہیں کیجاتی چہ جائیکہ جب مدلس ضعیف بھی ہو۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔

قال فی التقریب سعید بن مرزبان ابو سعید البقال ضعیف مدلس

وقال صاحب الخلاصۃ سعید بن مرزبان ابو سعید البقال قال النسائی ضعیف

وقال الذہبی و ما علمت احداً وثقہ

دوسرے اثر میں حماد بن شعیب ہے جو سخت ضعیف شوق بحوالہ میزان الاعتدال لکھتے ہیں:۔

ضعفہ ابن معین وغیرہ وقال یحیٰ مرۃ لایکتب حدیثہ وقال البخاری فیہ نظر

وقال ابن عدی اکثر حدیثہ مما لایتابع علیہ

ابن معین نے اسے ضعیف کہا۔ یحیٰ نے کہا کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی، بخاری کہتے ہیں اس میں نظر ہے، نسائی کے نزدیک ضعیف ہے ابن عدی نے کہا اس کی اکثر احادیث میں متابعت نہیں کی جاتی۔

ابن ہمام کہتے ہیں اذا قال البخاری للرجل فیہ نظر فحدیثہ لایحتج بہ ولا یستشھد بہ ولا یصلح للاعتبار

---

[1] آثار السنن [2] تقریب التہذیب

[3] کیونکہ طبقہ سابعہ (ساتواں) ان کبار اتباع تابعین کا ہو تا ہے جنہوں نے صحابہ کو دیکھا ہو گا فی التقریب

یعنی جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں کہ اس راوی میں نظر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی وہ دوسری روایت کی شاہد بن سکتی ہے اور نہ وہ متابعت کا کام دے سکتی ہے۔ نیز اس اثر میں عطاء بن السائب ثقفی ہیں جو شروع میں ثقہ تھے بعد میں بد حافظہ ہو گئے جب ثقہ تھے تو ان سے صرف تین شخص شعبہ، سفیان، اور حماد بن زید روایت کرتے تھے، انہی کی اس دور کی روایات صحیح ہیں [۱] مگر حماد بن شعیب ایک تو خود ضعیف ہے دوسرے عطاء کے سوء حافظہ کے وقت ان سے یہ اثر روایت کرتا ہے لہذا یہ اثر نا قابل حجت ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ کا اثر:

قال الاعمش کان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعۃ [۲]

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت پڑھتے تھے

اس کے راوی اعمش ہیں جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ اعمش نے عبد اللہ بن مسعود کا زمانہ نہیں پایا، کیونکہ حضرت ابن مسعود ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں فوت ہوئے اور اعمش ۶۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔

قال الحافظ فی التقریب عبد اللہ بن مسعود مات سنۃ اثنتین وثلثین او فی التی بعدھا بالمدینۃ [۳]

وقال ایضاً سلیمان الاعمش مات سنۃ سبع واربعین ومائۃ او ثمان واربعین ومائۃ وکان مولدہ اول احدی وستین [۴]

وقال صاحب الخلاصۃ عبد اللہ بن مسعود قال ابو نعیم مات بالمدینۃ سنۃ اثنتین وثلثین عن بضع وستین [۵]

وقال ایضاً سلیمان الاعمش قال ابو نعیم مات سنۃ ثمان واربعین ومائۃ عن اربع وثمانین [۶]

---

[۱] میزان الاعتدال [۲] قیام اللیل عمدۃ القاری [۳] تقریب التہذیب ص۱۹۲ [۴] تقریب التہذیب ص۱۳۴، ۱۳۵ [۵] خلاصہ ص۲۱۴ [۶] خلاصہ ص۱۵۵

یعنی حافظ ابن حجر نے تقریب میں اور علامہ خزرجی نے خلاصہ میں کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سنہ ۳۲ یا ۳۳ھ میں ساٹھ برس سے کچھ زیادہ کے ہو کر فوت ہوئے اور اعمش ۱۴۸ھ میں چوراسی برس کے ہو کر فوت ہوئے، لہٰذا یہ اثر منقطع ہوا اور منقطع ضعیف اور ناقابل استدلال ہوتا ہے

اُبیؓ بن کعب کا اثر:

عن عبد العزیز بن رفیع قال کان اُبی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث

"عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ کے لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے"

اس اثر کے ناقابل حجت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عبد العزیز بن رفیع نے ابی بن کعب کا زمانہ نہیں پایا، ابی بن کعب ۳۳ھ میں یا اس سے بھی پہلے فوت ہو گئے تھے اور عبد العزیز بن رفیع سنہ ۵۰ھ کے بعد پیدا ہوئے

قال فی التقریب ابی بن کعب من فضلاء الصحابۃ اختلف فی سنۃ موتہ اختلافا کثیرا قیل سنۃ اثنتین وثلثین وقیل سنۃ تسع عشرۃ وقیل غیر ذالک

وقال ایضاً عبد العزیز بن رفیع ثقۃ من الرابعۃ مات سنۃ ثلثین و مائۃ وقیل بعد ذالک وقد جاوز السبعین

وقال صاحب الخلاصۃ ابی بن کعب سید القراء توفی سنۃ عشرین او اثنتین وعشرین او ثلاثین او اثنتین وثلثین او ثلاث وثلثین

وقال ایضاً عبد العزیز بن رفیع وثقہ احمد وابن معین قال مطین مات سنۃ ثلثین ومائۃ

وقال ابن حبان فی کتاب الثقات ابی بن کعب کنیتہ ابو المنذر مات سنۃ اثنتین وعشرین فی خلافۃ عمر وقیل انہ بقی الی خلافۃ عثمان

وقال العینی فی عمدۃ القاری عبد العزیز رفیع مات بعد الثلثین ومائۃ

وقال الذہبی عبد العزیز بن رفیع ثقۃ معمر مات سنۃ ثلثین ومائۃ

یعنی صاحب تقریب، صاحب خلاصہ، ابن حبان، عینی، اور ذہبی نے کہا ہے کہ "عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنہ ۱۹ھ سنہ ۲۰ھ سنہ ۳۰ھ سنہ ۳۲ھ سنہ ۳۳ھ علی الاختلاف فوت ہوئے اور

عبدالعزیز بن رفیع سنہ ۱۳۰ھ یا اس کے بعد یا سنہ ۱۳۰ھ میں فوت ہوئے"۔ لہٰذا یہ اثر منقطع ہے اور منقطع ضعیف ہوتا ہے۔ جس سے استدلال نہیں ہو سکتا نیز ابی بن کعب سے ترمذی میں اکتالیس رکعتیں بھی مروی ہیں تو جس طرح وہ نہ ماننے ہیں اسی طرح انہیں بھی زوائد سمجھا جائے۔

صاحب ہدایہ نے بیس رکعت کے متعلق لکھا ہے کہ واظب علیہ الخلفاء الراشدون رضی اللہ عنہم کہ خلفاء راشدین ہمیشہ بیس پڑھتے رہے مگر حافظ ابن حجر درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں لکھتے ہیں لم اجدہ یعنی مجھے حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملا (یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے) اسی طرح علامہ زیلعی حنفی بھی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں کوئی حوالہ نہ دے سکے اس حوالہ کو لاپتہ چھوڑ کر آگے نکل گئے۔

معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سے عموماً اور خلفاء راشدین سے خصوصاً بیس تراویح کا ثبوت صحیح سند سے بالکل ثابت نہیں بلکہ یہ صحابہ پر صریح بہتان ہے کہ وہ ہمیشہ آں حضرتؐ کی مخالفت کرتے رہے ہیں آپؐ نے گیارہ رکعت پڑھیں اور صحابہ بیس ہمیشہ پڑھتے رہے بلکہ خلفاء راشدین سے تو نفس تراویح پر بھی مواظبت ثابت نہیں حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جنہوں نے ان کا اہتمام کیا، وہ بھی جماعت پر مواظبت نہیں کرتے تھے دیکھئے فتح الباری، قسطلانی، عمدۃ القاری، زرقانی، جواز کا مسئلہ الگ ہے مگر وہ بیس سے مخصوص نہیں زائد بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھئے عمدۃ القاری للعلامہ العینی

شتیر، عطاء، اور سوید وغیرہ کے آثار:

(۱) عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علیؓ انہ کان یؤمھم فی رمضان فیصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعۃ [۱]

(۲) عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثۃ وعشرین رکعۃ

(۳) قال ابو الخصیب کان یؤمنا سوید بن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ [۲]

یعنی شتیر اور سواد لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے اور عطاء نے لوگوں کو

---

[۱] بیہقی قیام اللیل۔ [۲] بیہقی قیام اللیل

بیس رکعت پڑھتے پایا۔"

آثار بھی احناف کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں مگر ان کی اسانید پر بحث کرنے سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کب کہا ہے کہ دنیا میں بیس رکعت کسی نے بھی نہیں پڑھیں اور نہ پڑھائیں، ہم تو کہتے ہیں بعض نے بیس پڑھی ہیں، بعض نے چالیس، کسی نے چوبیس پڑھی ہیں اور کسی نے چونتیس کچھ لوگ اٹھائیس پڑھتے تھے اور کچھ اڑتیس، کوئی سولہ پڑھتا تھا اور کوئی چھتیس لے لیکن زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعت رمضان وغیر رمضان میں ادا کی ہیں، سو آپ سے آٹھ رکعت سے زائد ثابت نہیں ہے اور وہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم جن کی اتباع کی ہمیں تاکید کی گئی ہے وہ آپ سے ایک بالشت بیس و پیش نہیں ہو سکتے انہوں نے وتروں سمیت گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھیں اور نہ ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے بلکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بسند صحیح غیر متکلم فیہ گیارہ سے زائد ثابت نہیں ہیں لہذا بیس ہی کو اس طرح شرعی حکم اور سنت سمجھ کر با جماعت پڑھنا ثابت نہیں کیونکہ بیس تراویح کا سنت ہونا اور با جماعت پڑھا جانا بالکل ثابت نہیں من ادعی فعلیہ البیان

رہا مسئلہ جواز کا تو اس سلسلہ میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے :-

الصلوٰۃ خیر موضوع فمن شاء استقل ومن شاء استکثر۔

یعنی نماز نیکی ہے جو چاہے کم کرے اور جو چاہے زیادہ کرے"

معلوم ہوا نفل نماز جتنی زیادہ پڑھی جائے گی اتنی ہی زیادہ نیکی ملے گی بشرطیکہ اس کا حسن طول خشوع اور خضوع ضائع نہ کرے کیونکہ بہتر چیز وہ ہوتی ہے جو اچھی ہو خواہ کم ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ سنت اسکو سمجھنا چاہیے جو سنت ہو اور اس پر عمل بھی کرے تاکہ سنت بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ اور زیادہ اجر کا بھی مستحق ہو —— ایک روایت میں چار رکعت کے بعد ٹھہرنا بیان اور یہ ایک ترویحہ ہوتا ہے، اس بنیاد پر لفظ تراویح کے جمع ہونے سے جو استدلال کیا جاتا ہے یہ بھی غلط ہے اولاً اسلئے کہ یہ لفظ قرآن و حدیث میں اس نماز کیلئے ثابت نہیں، ثانیاً اس لئے کہ بخاری میں یہ حدیث ثابت ہے اثنان فما فوقہا جماعۃ یعنی دو اور ان سے زائد جماعت ہوتی ہے

تصریحات ائمہ

امام ابی حنیفہؒ ومحمدؒ: قال محمد طول القیام فی صلوٰۃ التطوع احب الینا من کثرۃ الرکوع والسجود وھو قول ابی حنیفۃ [1]

قال ایضا بعد ذکر حدیث عائشۃ ناخذ بھذا کلہ [2]

یعنی "امام محمد فرماتے ہیں کہ نوافل میں لمبا قیام ہمیں کثرۃ رکوع وسجود سے زیادہ محبوب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے"

نیز آپ نے مؤطاء میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا "ہم اسی حدیث کو لیتے (اور اپنا مسلک بناتے) ہیں"

امام الشافعیؒ:

ذکر الشافعیؒ عن السائب قال امر عمر ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ [3]

قال الشافعی رئیت النّاس یقومون بمکۃ بثلاث وعشرین وبتسع وثلثین ولیس فی شیٔ من ذالک ضیق [4]

امام شافعیؒ نے سائب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں آپؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے مکہ کے لوگوں کو تیئس اور انتالیس رکعتیں پڑھتے دیکھا اور اس میں کوئی تنگی نہیں"

امام مالکؒ:

قال الجوزی من اصحابنا عن مالک انہ قال الذی جمع علیہ النّاس عمر

---

[1] کتاب الآثار　[2] مؤطا امام محمد

[3] معرفۃ السنن والآثار　[4] فتح الباری

بن الخطاب احب الی وھو احدی عشر رکعة وھی صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ولا ادری من این حدث ھذا الرکوع الکثیر له

قال العلامة بدر الدین العینی الحنفی فی ثمان رکعات وھو اختیار مالك لنفسه واختاره ابن العربی ۲ه

روی عنه عشرین وتسع وثلثین واربعین ۳ه

امام جوزی حضرت امام مالکؒ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس (امر) پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور وہ گیارہ رکعتیں اور یہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ اتنی کثیر رکعتیں کہاں سے پیدا ہو گئیں۔؟

علامہ عینی کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت ہی امام مالکؒ کا پسندیدہ مسلک ہے اگرچہ آپ سے بیس، انتالیس اور چالیس بھی مروی ہیں۔

امام احمدؒ:

امام احمد فرماتے ہیں کہ روی فی ھذا الوان نحوا من اربعین انما ھو تطوع ۴ه

یعنی اس بارے میں مختلف روایات ہیں چالیس رکعت تک ہیں اور یہ تو نفل نماز ہے۔

ابن ھمامؒ کا فیصلہ:

قال فتحصل من ھذا کله ان قیام رمضان سنة احدی عشرة بالوتر فی جماعة فعله علیه الصلوة والسلام فیکون سنة ۵ه

یعنی ان دلائل سے ثابت ہوا کہ رمضان کی نماز سنت گیارہ رکعت مع وتر ہے جو حضورؐ نے باجماعت ادا فرمائی۔

۱ه السبکی فی شرح المنہاج، المصابیح السیوطی، تحفة الاحوذی، عینی

۲ه عمدة القاری شرح صحیح البخاری۔ ۳ه عمدة القاری ۴ه ترمذی

۵ه فتح القدیر جلد اول

حاشیہ ھدایہ :

السنۃ ما واظب علیہ الرسول فحسب فعلی ھذا التعریف یکون السنۃ هو علی ذالك القدر المذکور (ثمان رکعات) [۱]

یعنی سنت وہ ہوتی ہے جس پر آں حضورؐ نے ہمیشگی فرمائی ہو اس تعریف کے مطابق رمضان کا قیام سنت آٹھ رکعت ہی ہو سکتا ہے۔

ملّا علی قاریؒ :

قال ان التراویح فی الاصل احدی عشر رکعۃ فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایضاً انہ صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم ثمانی رکعات والوتر [۲]

یعنی تراویح اصل گیارہ رکعت ہیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے صحابہؓ کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھایا ہے

علّامہ طحطاویؒ اور ابو السعودؒ :

قال الطحطاوی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لم یصلیھا عشرین بل ثمانیا [۳]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس نہیں بلکہ آٹھ تراویح پڑھی ہیں۔

قال الزیلعی واما العدد فروی ابن حبان وغیرہ انہ صلی بھم تلك اللیالی ثمان رکعات والوتر وثلث رکعات وتر [۴]

یعنی تعداد کے متعلق ابن حبان وغیرہ سب سے مروی ہے کہ آپؐ نے ان راتوں میں آٹھ رکعات مع تین رکعات وتر کے صحابہ نے پڑھائیں۔

علّامہ عینیؒ :

قال فان قلت لم یبین فی الروایات المذکورۃ عدد الصلوۃ التی صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تلك اللیالی قلت رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان

---

[۱] حاشیہ ہدایہ [۲] مرقاۃ

[۳] طحطاوی۔ ابو السعودؒ [۴] عمدۃ الرعایۃ

من حدیث جابر قال صلی رسول اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات [1]

وقال یحمل علی الطویل دون الزیادۃ فی العدد [2]

یعنی اگرچہ بخاری کی روایات میں تعداد کا ذکر نہیں مگر ابن خزیمہ اور ابن حبان میں جابر کی روایات میں آٹھ رکعت کی تصریح ہے۔ رمضان اور غیر رمضان میں صرف طول القیام کا فرق ہوتا تھا، تعداد میں زیادتی نہیں ہوتی تھی۔

علامہ شامی :

قال لم یصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین بل ثمانیا والوتر

یعنی آپ بیس نہیں بلکہ آٹھ اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

صاحب بحر الرائق :

قال ان الدلیل یقتضی ان تکون السنۃ من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان تکتب علینا والباقی مستحب وقد ثبت ان ذالک کان احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ فاذن یکون المسنون علی اصول مشائخنا ثمانیۃ والمستحب اثنا عشر [3]

یعنی دلیل کا تقاضا ہے کہ آپ نے جو بیس رکعتیں سے پڑھا پھر فرضیت کے ڈر سے چھوڑ دیا وہ سُنّت ہو باقی مستحب اور ثابت ہے کہ آپ نے گیارہ رکعت پڑھیں اس طرح ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق مسنون آٹھ ہیں اور باقی مستحب۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی :

قال ولم یثبت روایۃ عشرین رکعۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما متعارف الآن الا فی روایۃ ابی شیبۃ وھو ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ وھو حدیث صحیح [4]

---

[1] عمدۃ القاری [2] عمدۃ القاری

[3] بحر الرائق [4] فتح سر المنان

آپ فرماتے ہیں کہ بیس رکعت جو آج کل مشہور ہیں ان کی روایت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے صرف ابی شیبہ کی ایک روایت ہے جو ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت اس کے معارض و مخالف ہے اور وہ صحیح ہے

علامہ عبدالحئی لکھنوی حنفی :

قال بعد ذکرہ حدیث جابر ھذا اصح [1]

آپ نے حضرت جابر کی گیارہ رکعت والی روایت ذکر کرکے فرمایا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے

علامہ انور شاہ کاشمیری :

قال لامناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات ولم یثبت فی روایۃ من الروایات انہ علیہ السلام صلی التراویح والتہجد علحدۃ فی رمضان بل طول التراویح وبین التراویح والتہجد لم یکن فرق فی الرکعات [2]

آپ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ تراویح مانے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں اور آپ سے کسی بھی روایت کے ذریعہ یہ ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد رمضان میں الگ الگ پڑھی ہو بلکہ تراویح کو لمبی کیا ہے اور تراویح اور تہجد میں رکعات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

علامہ صاحب نے تصریح فرمادی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد اور تراویح کی نماز رمضان میں الگ الگ نہیں پڑھی بلکہ تہجد کی جگہ تراویح نماز پڑھی ہے اس کے علاوہ ابن ماجہ ابی ذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی وضاحت ملتی ہے کہ آپ نے جن تین راتوں میں ہمیں قیام کروایا ان میں سے رات کے اوّل حصہ میں ثلث تک قیام کروایا اور دوسری رات نصف تک اور تیسری رات اتنی دیر تک کہ ہمیں سحری کا وقت گذر جانے کا اندیشہ ہوا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رات کے تینوں حصوں میں نماز تراویح پڑھائی اور جب آخر رات تک نماز تراویح ہی پڑھی تو کونسا وقت باقی رہا جس میں تراویح کے بعد فجر سے پہلے کوئی

---

[1] تعلیق الممجد [2] عرف الشذی

اور نماز پڑھی لہذا آپ سے ایک رات میں تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

خلاصہ وما حصل

نماز تراویح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باجماعت آٹھ رکعت ہی ادا کرنا ثابت ہے اس سے زائد کا ثبوت یک سر نہیں ملتا۔

اسی طرح خلفاء راشدین سے بھی آٹھ رکعات سے زائد ثابت نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابہ سے بھی بیس رکعات باجماعت صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ ہاں تابعین و تبع تابعین و دیگر ائمہ سے آٹھ سے زائد بھی ثابت ہیں لیکن ان سے بھی بیس کا تعین کہ ان سے کم و بیش نہ پڑھی ہوں ثابت نہیں بلکہ چالیس تک بھی ثابت ہیں۔

بقیہ: قادیانیت اور برہمنی سامراج (صفحہ سے آگے)

ملنے پر قادیانیوں کا ایمان یہ سب باتیں کچھ خدشات کو جنم دیتی ہیں اور مستقبل کے بارے میں ایک نقشہ پیش کرتے ہیں پاکستان کی گذشتہ ۲۵ سالہ تاریخ میں قادیانیت کے گھناؤنے کردار سے ان وساوس کو مزید تقویت ملتی ہے۔ پاکستان کے لئے مدتاً دینے والے فریب کاروں کی داخلی ریشہ دوانیوں سے آگاہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا اکھنڈ ہندوستان پر کامل ایمان ہے ؛